© rasailojaraid.com

ڈاکٹر عُضَیمہ کی کتاب ''دراسات لأسلوب القرآن الکریم''
ایک تعارف

محمد اجمل اصلاحی

گزشتہ صدی میں قرآنیات پر عالمِ اسلام میں جو چند عظیم الشان کارنامے منظر عام پر آئے ان میں مصر کے ڈاکٹر محمد عبدالخالق عُضَیمہ کی کتاب ''دراسات لأسلوب القرآن الکریم'' کو ایک بلند مقام حاصل ہے۔

ڈاکٹر عُضَیمہ مصر کے شہر طنطا میں ۱۳۲۸ھ (۱۹۱۰ء) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم طنطا ہی کے المعھد الازھری میں حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے جامع ازہر، قاہرہ میں داخلہ لیا اور کلیة اللغة العربية سے فراغت کے بعد اسی میں بحیثیتِ استاد کے تقرر ہوگیا۔ ۱۹۴۶ء میں ان کو جامع ازہر کی جانب سے تدریس کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا گیا۔ پھر ایک عرصہ تک لیبیا میں شیخ سنوسی کے قائم کردہ مرکز الدراسات العلیا میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ کرنل قذافی نے انقلاب کے بعد جب یہ مرکز ختم کیا تو یہ دوبارہ ازہر واپس آگئے۔ اس کے بعد جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامیه، ریاض میں نحو وصرف کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۴۰۴ھ (۱۹۸۴ء) میں وطن واپس جاتے ہوئے قاہرہ کے ہوائی اڈہ سے نکلے تھے کہ ایک ٹریفک حادثہ میں وفات پائی۔[1]

ڈاکٹر عضَیمہ کا شمار عصر حاضر کے ممتاز اور جلیل القدر علماء نحو میں ہوتا ہے۔ کتاب سیبویہ کا مطالعہ اتنی بار کیا تھا کہ اس کے مباحث اور حوالے نوک زبان تھے۔ اس عظیم اور مشکل کتاب کا ایک مفصل عالمانہ اشاریہ بھی مرتب کیا تھا جو ''فھارس کتاب سیبویہ ودراسة لہ'' کے نام سے ۹۱۱ صفحات میں چھپا ہوا ہے۔[2] اس کے علاوہ نحو پر ان کا ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اہم کام ابو العباس المبرد (۲۸۵ھ) کی کتاب المقتضب کی تحقیق ہے جو ۴ جلدوں میں شائع ہوئی اور آخر میں اس کا اشاریہ ۳۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔[۳] اسی اشاریہ کو دیکھ کر اہلِ علم نے اشتیاق ظاہر کیا کہ موصوف اسی نہج پر کتاب سیبویہ کا اشاریہ بھی مرتب کر دیتے تو اس سے استفادہ آسان ہو جاتا۔ چنانچہ مذکورہ بالا اشاریہ کی صورت میں ڈاکٹر عضیمہ نے فن نحو کے طلبہ اور اساتذہ کے ہاتھوں میں کتاب سیبویہ کے گنج مخفی کی کلید رکھ دی۔

ان کاموں کے علاوہ بھی ڈاکٹر عضیمہ نے بعض کتابیں اور مقالات لکھے۔[۴] لیکن جس کتاب نے انھیں علمی دنیا میں غیر معمولی شہرت بخشی اور بالآخر اس پر انھیں ۱۴۰۳ھ (۱۹۸۳ء) میں فیصل ایوارڈ کا مستحق قرار دیا گیا وہ ''دراسات لأسلوب القرآن الکریم'' کے نام سے قرآن مجید کے نحوی وصرفی مطالعہ پر ان کا وہ عظیم کام ہے جس کا ایک سرسری تعارف اس مضمون میں پیش کیا جاتا ہے۔[۵]

یہ کتاب گیارہ جلدوں میں تقریباً ۸ ہزار صفحات پر مشتمل ہے اور مصنف کی تقریباً ۳۵ سالہ خاموش اور مسلسل جانفشانی اور عرق ریزی کا ثمرہ ہے۔ استاذ محمود شاکر نے اپنے مختصر پیش لفظ میں بجا طور پر لکھا ہے کہ یہ عظیم الشان اور صبر آزما علمی منصوبہ ایک پوری جماعت کے ہاتھوں پایۂ تکمیل تک پہنچتا تو اس کا قابل فخر کارنامہ شمار ہوتا چہ جائے کہ اسے ایک فرد نے تن تنہا انجام دیا۔

اس کتاب کے تین حصے ہیں۔ پہلا حصہ حروف وادوات پر ہے جو تین جلدوں میں ۱۹۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسرے حصہ میں صرف کے مسائل مثلاً اوزان (ابنیۃ) مقصور وممدود، تصغیر، نسبت اور اعلال وابدال وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔ یہ حصہ چار جلدوں میں ۲۹۸۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ تیسرا حصہ نحو کے باقی ابواب مثلاً ضمائر، اسمائے اشارہ، اسمائے موصولہ، جملہ اسمیہ وفعلیہ، منصوبات ومجرورات، اشتغال اور تنازع وغیرہ پر ہے۔ یہ بھی چار جلدوں میں ہے اور ۲۹۷۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

یہ کتاب قرآن مجید کی نحو پر کوئی مجتہدانہ تصنیف نہیں ہے۔ اس کی تیاری کا مقصد یہ تھا کہ نحو وصرف، تفسیر، اعراب القرآن اور توجیہ قراءات کی کتابوں میں جو اصول وقواعد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیان کیے گئے ہیں انھیں قرآن مجید کی کسوٹی پر پرکھ کر یہ معلوم کیا جائے کہ یہ اصول کس حد تک قرآنی اسلوب سے مطابقت رکھتے ہیں۔

اس مقصد کے حصول کے لیے مصنف نے ایک نہایت منظم منصوبہ تیار کیا اور اصل کتاب کے آغاز سے پہلے مزید آٹھ ہزار صفحات سیاہ کیے اور چار ایسے بنیادی کام کیے جن کے بغیر اصل کام کو اس نہج پر انجام دینا ممکن نہ تھا جو مصنف کے پیش نظر تھا۔ اول یہ کہ ایک ضخیم جلد میں قرآن مجید میں وارد حروف المعانی، ضمائر اور اسمائے اشارہ وغیرہ کا اشاریہ تیار کیا۔ جیسا کہ معلوم ہے محمد فؤاد عبدالباقی کے مرتب کردہ **المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الکریم** میں ان الفاظ کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ گویا ڈاکٹر عضیمہ کا یہ کام **المعجم المفهرس** کا تکملہ تھا۔

دوسرا کام انھوں نے یہ کیا کہ ابوحیان اندلسی (۷۵۴ھ) کی **البحر المحیط**، جاراللہ زمخشری (۵۳۸ھ) کی **کشاف**، ابوالبقاء عکبری (۶۱۶ھ) کی **التبیان فی اعراب القرآن**، ابوالبرکات ابن الانباری (۵۷۷ھ) کی **البیان فی غریب اعراب القرآن**، اور **حاشیۃ الجمل** وغیرہ سے نحوی وصرفی مباحث کی تلخیص کی اور اسے دو جلدوں میں کتب نحو وصرف کے معروف ابواب پر مرتب کیا۔ اسی طرح قراءات کی کتابوں سے متواتر اور شاذ قراءتوں کو علیحدہ کر کے انھیں بھی مذکورہ ترتیب کے مطابق تین جلدوں میں مرتب کیا۔ اس کے بعد دو جلدوں میں قرآن مجید کے تمام الفاظ کو نحو وصرف کے ابواب پر مرتب کیا۔ اس طرح اصل کتاب کی تالیف سے قبل مواد کی جمع وترتیب کا یہ جانگسل مرحلہ آٹھ ضخیم جلدوں میں مکمل ہوا۔

اس کے بعد ہر مسئلہ پر سیبویہ (۱۸۰ھ) سے لے کر ابن ہشام (۷۶۱ھ) تک علمائے نحو نے جو کچھ لکھا ہے اس کا مطالعہ کیا، ان کے اقوال جمع کیے، پھر تفسیر اور اعراب القرآن کی کتابوں میں ان ساری آیات پر نظر ڈالی جن کے ذیل میں اس مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ ساتھ ہی ان آیات میں اگر قراءتوں کا کوئی اختلاف ہے تو اسے بھی ملحوظ رکھا گیا، اور ان سب کے تقابلی مطالعے کے بعد آخر میں نتیجۂ بحث مکمل اعداد وشمار کے ساتھ پیش کیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کتاب کی ضخامت کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اس میں مفسرین اور علمائے نحو و قراءات کے اقوال کو بجنسہ نقل کیا گیا ہے۔ اسی طرح عام طور پر آیات بھی نقل کی گئی ہیں۔ مصنف کے پیش نظر جیسا کہ انھوں نے مقدمہ میں صراحت کی ہے یہ تھا کہ کتاب خود کفیل ہو اور ناظرین کو ان مباحث پر اصل مآخذ کی جانب رجوع کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے۔ اس طرح اس کتاب کو قرآن مجید کا نحوی وصرفی انسائیکلوپیڈیا کہا جا سکتا ہے۔ لیکن کتاب کی حقیقی اہمیت اس کے انسائیکلوپیڈیا ہونے میں نہیں بلکہ ان قیمتی نتائج میں پوشیدہ ہے جو ہر بحث کے شروع میں ''لمحات'' (جھلکیاں) کے عنوان سے مختصراً بھرپوری تفصیل سے درج کیے گئے ہیں۔

یہاں نمونہ کے طور پر چند مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے اس کام کی قدر و قیمت کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔

مصنف نے کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ بعض قواعد میں علمائے نحو نے قرآن مجید کے اسلوب کو مد نظر نہیں رکھا اور ایسی ترکیبوں کو ممنوع قرار دیا جن کی نظیریں قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مثال کے طور پر زمخشری کے نزدیک (أنّ) اگر (لو) کے بعد آئے تو اس کی خبر لازماً جملہ فعلیہ ہوگی جیسا کہ آیت ذیل میں ہے۔

ولو أنهم فعلوا ما يوعظون به لكان خيراً لهم (سورہ نساء:٦٦)

چناں چہ وہ ''لو أن زيداً حاضري ......'' کو درست قرار نہیں دیتے۔[6] شارح مفصل ابن یعیش (٦٤٣ھ) نے بھی اس سے اختلاف نہیں کیا۔[7] جب کہ قرآن مجید میں اس صورت میں (أنّ) کی خبر اسم جامد اور اسم مشتق دونوں طرح آئی ہے۔ اسم جامد کی مثال سورہ لقمان میں ہے: ''ولو أنّ مافي الأرض من شجرة أقلام ......'' (آیت:٢٧) اسم مشتق کی مثال سورہ احزاب میں ہے: ''وإن يأت الأحزاب يودّوا لو أنّهم بادون في الأعراب'' (آیت:٢٠)[8]

اسی طرح ابن مالک (٦٧٢ھ) کے نزدیک اگر (الاّ) کے بعد فعل ماضی آئے تو دو شرطوں میں سے ایک کا پایا جانا ضروری ہے۔ 1۔ یا تو (الاّ) سے پہلے کوئی فعل ہو جیسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ما انعمت علیه إلاّ شکر ،یا ماضی پر (قد) داخل ہو جیسے ما أحد إلاّ قد قام۔۹ قرآن مجید کا استقرا اس قاعدے کی تردید کرتا ہے۔سورہ فاطر میں ہے: وان من أمة إلاّ خلا فیها نذیر . (آیت:۲۴)

سورہ ص میں ارشاد ہے: ان کل إلاّ کذب الرسل (آیت:۱۴)۱۰

ابن الطراوہ (۵۲۸ھ) ایک اندلسی ادیب اور نحوی ہیں۔نحو میں ان کے بہت سے تفردات ہیں۔ ان کے نزدیک (أن) اور فعل سے مرکب مصدر مؤوّل کی جانب اضافت درست نہیں۔۱۱ ڈاکٹر عضیمہ کے استقرا کے مطابق قرآن مجید میں ۳۳ مقامات پر یہ مصدر مؤول مضاف الیہ آیا ہوا ہے۔ ۲۹ آیتوں میں مضاف لفظ ''قبل'' ہے اور ۴ آیتوں میں لفظ ''بعد'' ۔۱۲ تعجب یہ ہے کہ حافظ سیوطی نے همع الهوامع میں ابن الطراوہ کی رائے اور ان کا استدلال نقل کیا مگر خود اس کی تایید یا تردید میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

بعض ترکیبوں کے بارے میں بعض علمائے نحو نے قطعیت کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ قرآن مجید اس سے خالی ہے جب کہ ایک سے زیادہ مقامات پر یہ ترکیب استعمال ہوئی ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن مجید کا خاص اس ترکیب کے تعلق سے بالاستیعاب مطالعہ نہیں کیا گیا۔ چناں چہ ابوالقاسم سہیلی (۵۸۱ھ) صاحب الروض الانف نے مبتدا کی خبر پر حرف استقبال سین کے دخول کو قبیح قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک سین کا داخل کرنا اسی وقت جائز ہوگا جب مبتدا سے پہلے (انّ) آیا ہو۔ سہیلی نے لکھا ہے کہ ان کے شیخ ابن الطراوہ کا یہی مسلک ہے، سہیلی نے اس سلسلہ میں یہ دل چسپ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب انھوں نے شیخ کے جواب میں سورہ نساء کی یہ آیت پڑھی: والذین آمنوا وعملوا الصالحات سندخلهم جنات تجری من تحتها الأنهار خالدین فیها أبدا (آیت:۵۷) تو انھوں نے کہا: اس آیت سے پہلے والی آیت پڑھو۔ سہیلی کا بیان ہے کہ جب میں نے مطلوبہ آیت (إنّ الذین کفروا بآیاتنا سوف نصلیهم ناراً) کی تلاوت کی تو وہ مسکرائے اور فرمایا: تمہارے معارضے سے تو میں گھبرایا گیا تھا۔ دیکھتے نہیں سابق جملہ میں (انّ) آیا ہوا ہے۔ سہیلی کہتے ہیں کہ میں اس پر خاموش ہو گیا اور سر تسلیم خم کر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیا۔۱۳ حافظ ابن القیم (۷۵۱ھ) نے بدائع الفوائد میں یہ واقعہ نقل کیا اور آگے بڑھ گئے حالاں کہ دوسرے مقامات پر انھوں نے سہیلی کی رایوں پر گرفت کی ہے مگر اس اصول کے بارے میں شاید انھیں گمان نہ ہوا کہ قرآن مجید کے اسلوب کے تتبع سے اس کی نفی ہوتی ہے۔۱۴ سہیلی نے اپنے شیخ کے سامنے سورہ نساء کی آیت پیش کی تھی اگر انھوں نے یا ابن قیم نے اسی سورہ پر اس پہلو سے ایک نظر دوبارہ ڈالی ہوتی تو معلوم ہوتا کہ تین آیتوں میں مبتدا کی خبر پر سین یا سوف داخل ہوا ہے جب کہ اس سے پہلے (انّ) ہرگز موجود نہیں۔ ملاحظہ ہو:

والذین آمنوا وعملوا الصالحات سندخلھم جنّت تجری من تحتھا الأنھار خالدین فیھا أبداً وعد اللہ حق ومن أصدق من اللہ قیلا (۱۲۲)

أولئک سنؤتیھم أجراً عظیما (۱۶۲)

فأما الذین آمنوا باللہ واعتصموا بہ فسیدخلھم فی رحمۃ منہ وفضل (۱۷۵)

اس کے علاوہ سورہ روم میں ہے: وھم من بعد غلبھم سیغلبون (۳)

سورہ ہود میں ارشاد ہے: وأمم سنمتّعھم (۴۸) ۱۵

اسی طرح حافظ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں کم استفہامیہ کے بارے میں جزم کے ساتھ یہ لکھ دیا کہ قرآن مجید میں اس کا وجود نہیں (لم تقع فی القرآن) ۱۶ حالاں کہ کم از کم تین آیات میں استفہامیہ ہونا قطعی ہے اور باقی پانچ آیات میں استفہامیہ بھی ہوسکتا ہے اور خبریہ بھی۔ استفہامیہ والی آیات ملاحظہ ہوں:

قال کم لبثت قال لبثت یوماً أو بعض یوم (بقرہ:۲۵۹)

قال قائل منھم کم لبثتم قالوا لبثنا یوماً أو بعض یوم (کہف:۱۹)

قال کم لبثتم فی الأرض عدد سنین قالوا لبثنا یوما أو بعض یوم (مؤمنون:۱۱۲-۱۱۳) ۱۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض دفعہ ناقص استقراء کی بنا پر کسی ترکیب کے بارے میں یہ دعویٰ کر دیا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں وہ صرف دو یا تین بار آئی ہے حالاں کہ تحقیق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تعیین درست نہیں ہے۔ مثال کے طور پر سہیلی نے جن کا ذکر ابھی گزرا نتائج الفکر میں لکھا ہے کہ لفظ ''کل'' اگر مضاف نہ ہو تو اس کی خبر کو جمع ہونا چاہیے، البتہ قرآن مجید میں دو مقامات پر خبر مفرد آئی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۴ قل کل یعمل علی شاکلته اور سورہ ق کی آیت نمبر ۱۴ کل کذب الرسل نقل کی ہے۔ اور اس کی توجیہ کی ہے ۱۸۔ حافظ ابن القیم نے یہاں بھی بدائع الفوائد میں سہیلی کا یہ قول بغیر کسی نقد و استدراک کے نقل کیا ہے۔ ۱۹ جب کہ ڈاکٹر عضیمہ کا جائزہ یہ بتاتا ہے کہ ان دونوں آیتوں کے علاوہ ۹ آیات میں ''کل'' کی خبر مذکورہ صورت میں مفرد آئی ہے۔ ۲۰

چار آیات یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

قل كل متربص فتربصوا (طہ:۱۳۵)

إن كل إلا كذّب الرسل (ص:۱۴)

كل له أواب (ص:۱۹)

كل قد علم صلاته وتسبيحه (نور:۴۱)

ناقص استقراء کی ایک اور مثال: حافظ سیوطی نے همع الهوامع میں صفار (بعد ۶۳۰ھ) کی رائے نقل کی ہے کہ (ام منقطعه) قرآن مجید میں ادوات استفہام پر صرف دو مقامات پر داخل ہوا ہے اس کے بعد سورہ ملک کی آیت نمبر ۲۰ أمّن هذا الذی هو جند لكم اور آیت نمبر ۲۱ أمّن هذا الذی یرزقكم کو غلطی سے ''أمّن یرزقكم'' کی صورت میں نقل کیا ہے چناں چہ ابو حیان اندلسی (۷۵۴ھ) نے اسے بیجا جسارت اور قرآن مجید یاد نہ ہونے کی دلیل قرار دیا ہے۔ ۲۱ قرآن مجید میں اس کے سوا کئی مقامات پر ام منقطعه ادوات استفہام پر داخل ہوا ہے۔ ۴ مثالیں تو صرف ایک جگہ سورہ نمل آیات ۶۰-۶۴ میں موجود ہیں۔ سورہ نمل ہی میں ایک اور آیت ہے: أم ماذا كنتم تعملون (۸۴)۔ سورہ رعد میں ہے: أم هل تستوی الظلمات والنور (۱۶) سورہ نساء میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے:أم من یکون علیهم و کیلاً (۴)۔۲۲ے

لطف کی بات یہ ہے کہ یہی ابو حیان جنھوں نے صفار پر یہاں سخت نکتہ چینی کی، اپنی تفسیر البحر المحیط میں (مَن) کے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں کہ جہاں تک ہمیں علم ہے قرآن مجید میں صرف دو مقامات ایسے ہیں جہاں پہلے (من) کے لفظ کی رعایت کی گئی ہو پھر معنی کی رعایت اوراس کے بعد دوبارہ لفظ کی رعایت کی گئی ہو۔

یہ بات انھوں نے سورہ لقمان کی آیات ۶-۷ کی تفسیر میں لکھی ہے۔مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ان سے قبل علمائے نحو اس اسلوب کی مثال میں صرف سورہ طلاق کی آیت نمبر ۱۱ کا ذکر کرتے رہے ہیں۔۲۳ے لیکن جب سورہ زخرف کی آیات نمبر ۳۶-۳۸ پر پہنچے تو انھیں بھی اس اسلوب کی مثال قرار دیا۔۲۴ے اس طرح النهر الماد (۳:۵۱۷) میں سورہ مائدہ کی آیات نمبر ۶۰-۶۱ میں بھی یہ اسلوب نظر آیا۔گویا خود ابو حیان کی تشریح کے مطابق قرآن مجید میں یہ اسلوب چار جگہوں پر موجود ہے۔۲۵ے

مذکورہ بالا مثالوں سے ڈاکٹر عضیمہ کے کارنامے کی قدر و قیمت کا اندازہ ایک حد تک کیا جاسکتا ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ گیارہ جلدوں پر مشتمل کتاب کے مباحث اور نتائج کا مفصل تعارف اور جائزہ چند صفحات میں ممکن نہیں۔

آخر میں ایک اہم نکتہ کی جانب اشارہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ڈاکٹر عضیمہ کا خیال ہے کہ شعری شواہد کے ساتھ متقدمین کے اعتناء اور انہماک نے انھیں قرآنی شواہد پر کما حقہ توجہ دینے کا موقع نہیں دیا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک کلام عرب پر مزید کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔استاذ محمود شاکر نے کتاب کے پیش لفظ میں اس خیال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کلام عرب پر قدماء کا جو کام ہے وہ بھی محتاج تکمیل ہے، اور ڈاکٹر عضیمہ نے قرآن مجید پر کامل استقصاء اور اعداد و شمار کے ساتھ جو کارنامہ انجام دیا ہے، ضرورت ہے کہ ایک منظم جماعت اسی طرز پر جاہلی اور اسلامی شاعری پر بھی کام کا بیڑا اٹھائے۔استاذ محمود شاکر کے نزدیک یہ دوسری مہم بھی سر ہو جائے تو امید ہے کہ اعجاز القرآن کے موضوع پر از سرنو غور و فکر کی راہ ہموار ہوگی۔راقم الحروف کا خیال ہے کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کلام عرب پر اس نہج سے کام کرنے کے بعد قرآن مجید کے اسلوب پر ہمارے مفسرین، علمائے نحو اور علمائے بلاغت نے جو کچھ لکھا ہے خود اس پر بھی کہیں کہیں نظر ثانی کی ضرورت پیش آئے گی جیسا کہ مولانا فراہی کی تحقیقات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے۔۲۶

حواشی و مراجع

۱۔ ڈاکٹر عضیمہ کے مختصر حالات کے لیے دیکھیے احمد العلاونۃ، ذیل الاعلام، دار المنارۃ، جدہ، ۱۴۱۸ھ، جلد اول ص ۱۸۴؛ نزار اباظہ و محمد ریاض المالح، اتـمـام الاعـلام، دار صادر، بیروت، ۱۹۹۹ء، ص ۲۴۹۔

۲۔ اس اشاریہ کا پہلا ایڈیشن ۱۳۹۵ھ (۱۹۷۵ء) میں مطبعۃ السعادۃ قاہرہ سے شائع ہوا۔

۳۔ کتاب المقتضب، دار التحریر قاہرہ سے ۱۳۸۵ھ (۱۹۶۶ء) میں شائع ہوئی۔

۴۔ مثلاً المذکر والمؤنث لابن الانباری کی جلد اول کی تحقیق، ابو العباس المبرد واثرہ فی علوم العربیۃ، المغنی فی تصریف الافعال، ھادی الطریق الی ذخـائـر التـطـبـیـق، فھارس مسائل النحو والصرف فی معانی القرآن للفراء۔ دیکھیے ذیل الاعلام: ۱۸۴۔

۵۔ اس تعارف کی تیاری میں مصنف کے مقدمہ سے مدد لی گئی ہے۔

۶۔ المفصل، دار الجیل، بیروت، ص ۳۱۳۔

۷۔ شرح المفصل، بیروت ۹:۱۱۔

۸۔ تفصیل کے لیے دیکھیے دراسات لاسلوب القرآن الکریم، قسم الاول، جزء اول ص ۴۵۸۔

۹۔ جلال الدین سیوطی، ھمع الھوامع، تحقیق عبد العال سالم مکرم، عالم الکتب، قاہرہ، ۱۴۲۱ھ، ۳:۲۷۵۔

۱۰۔ دراسات لاسلوب القرآن الکریم، قسم اول، جزء اول ص ۱۹۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۱۔ همع الهوامع ۴:۹۳۔

۱۲۔ دراسات، قسم اول، جزء اول، ص ۳۵۷۔

۱۳۔ سہیلی، نتائج الفکر فی النحو، تحقیق محمد ابراہیم البنا، دارالریاض، ص ۱۲۲۔

۱۴۔ ابن القیم، بدائع الفوائد، تحقیق علی بن محمد العمران، دار عالم الفوائد، مکۃ المکرمۃ، ۱۴۲۵ھ، ۱:۱۵۷۔

۱۵۔ دراسات، قسم اول، جزء ثانی، ص ۱۹۰۔

۱۶۔ الاتقان فی علوم القرآن، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ۱۴۰۸ھ، ۲:۲۲۲۔

۱۷۔ دراسات، قسم اول، جزء ثانی، ص ۴۰۲۔

۱۸۔ نتائج الفکر: ۲۸۰

۱۹۔ بدائع الفوائد ۱:۳۶۹

۲۰۔ دراسات، قسم اول، جزء ثانی، ص ۳۵۹

۲۱۔ همع الهوامع ۵:۲۴۵

۲۲۔ دراسات، قسم اول، جزء اول، ص ۳۰۹

۲۳۔ البحر المحیط، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ، ۸:۴۱۰

۲۴۔ ماخذ سابق ۹:۳۷۴

۲۵۔ دراسات، قسم اول، جزء ثالث، ص ۳۱۱-۳۱۳۔

۲۶۔ مثال کے طور پر دیکھیے مفردات القرآن، تحقیق محمد اجمل ایوب اصلاحی، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۱۴۲۲ھ، ص ۱۴۰، ۲۶۰۔

☆

© rasailojaraid.com